جمنا کے تئیں لاپروائی سے پیاسی دہلی

پنکج چترویدی

''ریور''

سے ''سیور'' بن گئی دہلی میں جمنا کو نئی زندگی دینے کے لیے آج سے تقریباً 9 سال پہلے نیشنل گرین ٹریبونل یعنی این جی ٹی نے ایک حکم جاری کیا تھا کہ دہلی میں ندی کا جہاں تک بہاؤ ہے یعنی اس کا فلڈ پلین یا کچھار ہے، اس کی حد بندی کی جائے، تاہم گرمیوں میں جمنا کے ذریعے چھوڑی گئی زمین پر قبضہ کرنے میں نہ سرکاری محکمے پیچھے رہے اور نہ ہی زمین مافیا۔ ایک کمیٹی بھی بنائی گئی تھی جسے اس جگہ کو نشان زد کرنا تھا جہاں اپنے مکمل جوبن پر آنے پر ندی کی زیادہ سے زیادہ توسیع ہوتی ہے۔

نہ کبھی کسی نے جانا کہ ساون- بھادوں میں جب ندی میں جم کر پانی ہوتا ہے تو اسے اطمینان سے بہنے کے لیے کتنی زمین چاہیے اور نہ ہی کبھی فکر کی گئی کہ ندی کی گہرائی کم ہونے سے کس طرح آبی نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ یہ بات سرکاری بستوں میں درج ہے کہ جمنا کے دہلی میں داخلے وزیر آباد بیراج سے لے کر اوکھلا بیراج تک کے 22 کلومیٹر میں 9700 ہیکٹیئر کی آب گیری زمین پر اب پختہ تعمیرات ہو چکی ہیں اور اس میں سے 3638 ہیکٹیئر کو دہلی ڈیولپمنٹ اتھارٹی خود قانونی بنا چکی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہاں پوری طرح سرکاری تجاوزات ہوئیں- جیسے 100 ہیکٹیئر میں اکشر دھام مندر، کھیل گاؤں کا 63.5 ہیکٹیئر، یمنا بینک میٹرو ڈپو 40 ہیکٹیئر اور شاستری پارک میٹرو ڈپو 70 ہیکٹیئر۔ اس کے علاوہ آئی ٹی پارک، دہلی سکریٹریٹ، مجنوں کا ٹیلہ اور ابو فضل انکلیو جیسے بڑے قانونی اور غیر قانونی تجاوزات میں اب بھی ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ سمجھنا ہوگا کہ اراولی سے چل کر نجف گڑھ جھیل میں ملنے والی صاحبی ندی اور اس جھیل کو جمنا سے جوڑنے والی قدرتی نہر کا نالہ بننا ہو یا پھر سرائے کالے خاں کے پاس بارہ پلا یا پھر ساکیت میں کھڑکی گاؤں کا سات پُلا یا پھر لودھی گارڈن کی نہریں، درحقیقت یہ سب جمنا میں جب کبھی استطاعت سے زیادہ پانی آجاتا تو اسے جوہڑ- تالاب میں سنبھال کر رکھنے کا ذریعہ تھیں۔ شہر کو چمکانے کے نام پر ان سبھی صدیوں پرانے ڈھانچوں کو تباہ کیا گیا، اس لیے نہ اب بارش کا پانی تالاب میں جاتا ہے اور نہ ہی بارش کے دنوں میں سڑکوں پر پانی جمع ہونا رک پاتا ہے۔ این جی ٹی ہر سال حکم دیتا ہے لیکن سرکاری محکمے بھی کاغذ کی کشتیاں چلا کر ان احکامات کو پانی میں ڈبو دیتے ہیں۔ دہلی میں زیادہ تر جگہوں پر پکی سڑکیں یا گلیاں ہیں، یعنی یہاں بارش کے پانی کو کم سے کم بربادی کے ساتھ جھیلوں اور تالابوں تک پہنچانا آسان ہے، بدقسمتی سے اس شہر میں بارش کا اسّی فیصد پانی گندے نالوں کے ذریعے ندی تک پہنچنے میں ہی برباد ہو جاتا ہے۔ پھر ندی بھی اپنی گنجائش سے 50 فیصد کم چوڑی اور گہری رہ گئی ہے اور اس میں بارش کے پانی سے زیادہ فضلات اور صنعتی کچرا آتا ہے۔ جمنا کی گہرائی کم ہونے کا جو برا اثر ہوتا ہے، اسے سمجھنے کے لیے وزیر آباد واٹر پلانٹ کی مثال ہی کافی ہے۔ یہ پلانٹ وزیر آباد بیراج کے قریب بنائے گئے ریزروائر سے پانی لیتا ہے۔ اس آبی ذخائر کی گہرائی 4.26 میٹر تھی۔ اس کی گاد کو صاف کرنے کے بارے میں کسی نے سوچا نہیں اور اب اس میں ایک میٹر سے بھی کم 0.42 میٹر پانی بھرنے کی صلاحیت رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 134 ایم جی ڈی گنجائش والا پلانٹ آدھا پانی بھی نہیں نکال پا رہا ہے۔

آج تو دہلی پانی کے لیے پڑوسی ریاستوں پر منحصر ہے لیکن یہ کوئی تکنیکی اور دور رس حل نہیں ہے۔ دہلی شہر کے پاس جمنا جیسی ہمیشہ بہنے والی ندی کا 42 کلومیٹر لمبا حصہ ہے۔

تجزیہ

اس کے علاوہ 600 سے زیادہ تالاب ایسے ہیں جو کم بارش ہونے کے باوجود سال بھر میٹروپولیٹن شہر کو پانی سپلائی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر دہلی کی حدود میں جمنا کی صفائی کے ساتھ ساتھ گاد کو نکال کر اس کی مکمل گہرائی حاصل کی جائے، اس میں تمام نالے گندا پانی چھوڑنا بند کر دیں تو صرف 30 کلومیٹر ندی، جس کی گہرائی دو میٹر ہو تو اس میں اتنا صاف پانی سال بھر رہ سکتا ہے جس سے دہلی کے ہر گھر کو وافر مقدار میں پانی مل سکتا ہے۔ واضح ہو کہ گرمیوں میں ندی کا بہاؤ کم ہوتا ہے لیکن اگر گہرائی ہوگی تو پانی کا مستقل ذخیرہ رہے گا۔ ہریانہ حکومت اسرائیل کے ساتھ مل کر جمنا کی کایا پلٹ کا منصوبہ بنا رہی ہے اور اس سمت میں ہریانہ کے محکمہ آب پاشی نے اپنے سروے میں پایا ہے کہ جمنا میں گندگی کی وجہ سے دہلی میں سات ماہ پانی کی قلت رہتی ہے۔ دہلی میں جمنا، گنگا اور زیر زمین پانی سے روزانہ 1900 کیوسک پانی کا استعمال ہوتا ہے۔ اس میں سے 60 فیصد یعنی تقریباً 1100 کیوسک سیوریج کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اگر اس پانی کو صاف کر کے جمنا میں ڈالا جائے تو جمنا صاف رہے گی اور دہلی میں پینے کے پانی کی قلت بھی دور ہو جائے گی۔ 2019 میں جمنا کے کناروں پر ایک تجربہ کیا گیا تھا- وہاں گہرے گڑھے بنائے گئے تھے تاکہ جب پانی جمع ہو تو ان کے ذریعہ زمین میں جذب ہو جائے۔ اس کے اچھے نتائج سامنے آئے۔ پھر اس منصوبے میں زمین کے مقابلے کاغذ پر زیادہ گڑھے کھودے جانے لگے۔ ویسے این جی ٹی 2015 میں ہی دہلی کے جمنا کے کناروں پر ہر قسم کی تعمیرات پر پابندی عائد کر چکا ہے۔ اس سے بے پروا سرکاریں مان نہیں رہیں۔ ابھی ایک سال کے اندر ہی لاکھوں اعتراضات کے باوجود سرائے کالے خاں کے قریب ''بانس گھر'' کے نام سے ایک کیفے ٹیریا اور دیگر تعمیرات کی گئیں۔

جب دہلی بسی ہی اس لیے تھی کہ یہاں جمنا بہتی تھی، تو جان لیں کہ دہلی بچے گی بھی تبھی جب جمنا بہتی رہے گی۔ دہلی کی پیاس اور سیلاب دونوں کا حل جمنا میں ہی ہے۔ یہ بات کوئی پیچیدہ راکٹ سائنس نہیں ہے لیکن بڑے بڑے ٹھیکے، بڑے دعوے، ندی سے نکلی زمین پر اور زیادہ قبضے کا لالچ جمنا کو زندہ نہیں رہنے دے رہا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ندی میں پانی کا رہنا پانی کے بحران کا ہی حل نہیں ہے بلکہ موسمیاتی تبدیلیوں کی مار کی وجہ سے شدید گرمی، سردی اور بارش کا سامنا کرنے کا بھی واحد حل ندی کا صاف پانی سے لبالب ہونا ہے۔

pc7001010@gmail.com

> **جب دھلی بسی ھی اس لیے تھی که یھاں جمنا بھتی تھی، تو جان لیں که دھلی بچے گی بھی تبھی جب جمنا بھتی رھے گی۔ دھلی کی پیاس اور سیلاب دونوں کا حل جمنا میں ھی ھے۔ یه بات کوئی پیچیده راکٹ سائنس نھیں ھے لیکن بڑے بڑے ٹھیکے، بڑے دعوے، ندی سے نکلی زمین پر اور زیاده قبضے کا لالچ جمنا کو زنده نھیں رھنے دے رھا ھے۔**

تشویش سے آگے کی بات

پریم پرکاش

گلوبل

وارمنگ کے ساتھ پانی کے بحران کا معاملہ اب تشویش سے زیادہ حقیقت ہے۔ اس بارے میں آج کوئی ایک ملک نہیں، بلکہ پوری دنیا فکرمند ہے۔ بات کریں ہندوستان کی تو ایک ہی وقت میں خوفناک سیلاب اور بوند بوند پانی کے لیے ہاہاکار ملک کے مختلف حصوں میں نظر آ رہا ہے۔ پانی کو لے کر ہندوستان کے لیے صورتحال اس لیے بھی سنگین ہے کہ دنیا کی کل آبادی میں ہندوستان کی حصہ داری 18 فیصد ہے، جبکہ عالمی تناسب کے لحاظ سے پینے کے لائق صاف پانی کے چار فیصد وسائل ہی یہاں دستیاب ہیں۔ ہم اکیلے اتنا زیادہ زیر زمین پانی ضائع کرتے ہیں، جتنا امریکہ اور چین مل کر کرتے ہیں۔

بات زراعت کی کریں تو زیر زمین پانی پر ہمارا انحصار سب سے زیادہ ہے۔ زراعت سے لے کر باقی تمام شعبوں میں پانی کے کفایتی استعمال پر ہمیں غور کرنا ہوگا۔ اچھی بات یہ ہے کہ آج جو صورت حال ہے اس میں اب حکومتوں کے لیے پانی مسئلہ نہیں، بلکہ مشن ہے۔ وقت کے ساتھ بدلتی حکومتوں کی یہ نئی حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ کچھ دہائیوں میں آبی تحفظ کے تعلق سے دنیا کے نقشہ پر کئی ماڈل اُبھرے ہیں۔ تبدیلی کے اس سفر کی ایک سائیڈ پر سنگاپور جیسا چھوٹا ملک ہے تو دوسری سائیڈ پر ہندوستان جیسا بڑی آبادی اور جغرافیائی ملک۔ نئی حکومت کی تشکیل کے ساتھ ہی وزیر اعظم نریندر مودی نے کچھ باتیں واضح طور پر ملک کے سامنے رکھی ہیں۔ انہوں نے جہاں ترقی یافتہ ہندوستان کی تعمیر کے تعلق سے اپنے عزم کو دہرایا، وہیں حکومت کی پہلے سے چل رہے منصوبوں کو آگے بڑھانے کی بات بھی کہی۔ اس بارے میں کابینہ کے ساتھیوں کو انہوں نے خاص طور پر کچھ ہدایتیں دی ہیں۔ البتہ، بڑھتے درجہ حرارت کے درمیان پانی کے مسئلہ کی جو صورتحال ملک کے دارالحکومت اور باقی حصوں میں ہے، اس میں ضرور حکومت کی پالیسی اور نظریہ کے تعلق سے کچھ باتیں کلیئر ہونے کی ہیں۔ بہرحال، بات پہلے سنگاپور کی۔ دنیا بھر میں سیر و تفریح کے لیے سب سے پسندیدہ مقام اور بزنس ڈیسٹینیشن کے طور پر سنگاپور کا نام پوری دنیا میں ہے۔ تین دہائی پہلے جب ڈیجیٹلائزیشن پر زور دیا گیا تو پوری دنیا کی کمپنیوں نے اپنے پروڈکٹس کو یہیں سے تمام ممالک میں بھیجنا اور مارکیٹنگ کرنا سب سے بہتر مانا۔ لیکن جیسا کہ آج وہاں کے لوگوں کو لگتا ہے کہ سنگاپور کی ایک دوسری پہچان بھی ہے جو زیادہ محرک ہے، زیادہ موزوں ہے۔ آنے والی چار دہائیوں کے لیے آج سنگاپور کے پاس واٹر مینجمنٹ کو لے کر ایسا بلیو پرنٹ ہے، جس میں آبی تحفظ سے پانی صاف کرنے تک پانی کی کفایت اور اس کے بچاؤ کو لے کر تمام طریقے شامل ہیں۔ سنگاپور کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کا واٹر مینجمنٹ شہری علاقوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔

غور طلب ہے کہ سنگاپور ایسا شہر- ملک ہے، جس کے پاس نہ تو کوئی نیچرل واٹر یونٹ ہے، نہ ہی خاطر خواہ زمینی پانی کے ذخائر ہیں، اتنی اراضی بھی نہیں کہ بارش کے پانی کا ذخیرہ کر سکے۔ ایسے میں گندے پانی کو صاف کرنے، سمندری پانی کا کھارہ پن کم کرنے اور بارش کے پانی کے زیادہ سے زیادہ ذخیرہ کرنے کے ساتھ سنگاپور نے پانی سے وابستہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایسا ماڈل تیار کیا، جو ایڈوانسڈ ٹیکنالوجی کے ساتھ سماجی تبدیلی کی بڑی مثال ہے۔ سنگاپور سے ہندوستان ترغیب تو حاصل کر سکتا ہے، لیکن ہمارے ملک کی آبادی اور جغرافیہ زیادہ مخلوط اور جامع ہے۔ لہٰذا پانی کو لے کر ہندوستانی درکار اور سروکار بھی کافی مختلف ہیں۔ اسے ہندوستانی سیاست میں ہوئی مثبت تبدیلی کے ساتھ حکومتی سطح پر آئی نئی منصوبہ بندی کی سمجھ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اب صفائی اور گھر گھر ٹونٹی سے پانی کی رسائی جیسا ایشو سال کے ایک یا دو دن نعروں- پوسٹروں سے آگے حکومت کی اعلان کردہ ترجیح ہے۔ ہندوستان پانی اور صفائی کے سوال کو نہ صرف منصوبہ بند اہداف میں، بلکہ آہستہ آہستہ فروغ پاتی عوامی شرکت اور بیداری کے طور پر بھی دیکھ اور سمجھ رہا ہے۔

جائزہ

10 سال قبل نیویارک کے میڈیسن اسکوائر پر ہندوستانی برادری کو مخاطب کرتے ہوئے وزیر اعظم مودی نے کہا بھی تھا کہ ہم گنگا کو صاف کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ملک کی 40 فیصد آبادی کے لیے بڑی مدد ثابت ہوگی۔

آج ہم اس مقام پر ہیں جب کامیابی سے زیادہ پہلے اور بعد کا فرق دیکھ سکیں۔ یہ فرق تب اور اہم معلوم ہوگا جب ہم اس نظریہ سے غور کریں کہ ہندوستان جیسے جغرافیائی اور نظریاتی فرق والے ملک میں کوئی اتفاق رائے قائم کر پانا آسان نہیں ہے۔ یہ بھی کہ ہندوستان میں پانی ریاست کا ایشو ہے۔ لہٰذا خاص طور پر ندیوں کو لے کر کسی یونیفائڈ پروجیکٹ پر اتفاق کے ساتھ آگے بڑھنا چیلینجنگ ہے۔ پانی کو لے کر ہندوستان کی صورت حال میں تبدیلی نظر آنے کی ایک بڑی بنیاد حکومت کی سمجھ اور پالیسی ہے۔ ملک میں حکومتوں کی منصوبہ بند تفہیم اور عزم میں نظر آئی کمزوری ہی رہی ہے کہ عقیدت سے لے کر معیشت تک کے لیے اہم ندیوں کو سینٹر میں رکھ کر دہائیوں تک کوئی فیصلہ کن قدم نہیں اٹھایا گیا۔ پانی کو لے کر کام کر رہے تمام محکموں کو ساتھ لے کر 2019 میں وزارت جل شکتی کی تشکیل کے بعد پانی کے شعبہ میں ہم کافی آگے بڑھے ہیں۔ یہ سبقت گنگا سمیت کئی ندیوں کی 'کایا کلپ' سے وابستہ کوششوں سے لے کر امرت سرور مشن تک کئی سطحوں پر کامیابی کے اعداد و شمار کی شکل میں سامنے ہیں۔

نمامی گنگے دس سال کا سفر پورا کر رہی ہے۔ وائلڈ لائف انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کی جانب سے 2020-23 تک کیے گئے سروے میں گنگا اور اس کی معاون 13 ندیوں میں 3936 ڈالفن ملی ہیں۔ یہ ملک میں ندی کے پانی کی شفافیت کی بہتر ہوتی صورت حال کا ثبوت ہے۔ نمامی گنگے کو اقوام متحدہ کا ماحولیاتی پروگرام (United Nations Environment Programme) اور اقوام متحدہ کی فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (ایف اے او) کے ذریعہ چلائے گئے ایک گلوبل موومنٹ کے تحت ٹاپ 10 ورلڈ ریسٹوریشن فلیگ شپ میں جگہ دی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کی یہ ستائش ہندوستان کی واٹر پالیسی اور وژن کی بڑی ٹیسٹی مونی ہے۔ آج ملک میں 14.85 کروڑ سے زیادہ دیہی کنبوں تک نل سے صاف پانی پہنچ رہا ہے۔ نوبل انعام یافتہ پروفیسر مائیکل کریمر کی ایک ریسرچ کے مطابق سبھی دیہی کنبوں تک کوریج کے ساتھ جل جیون مشن (پانی زندگی ہے مشن) کے عملدرآمد سے بچوں کی شرح اموات میں سالانہ 1.36 کروڑ کی کمی آئے گی۔ واضح ہو کہ پانی کے ساتھ منمانی کے خطرے کو سمجھتے ہوئے ملک آج ضروری جوابدہی اور سمجھداری کے دور میں ہے۔ آبی تحفظ کو لے کر معاشرہ اور حکومت کا ایک سمت میں آگے بڑھنا نہ صرف کارگر رہا ہے، بلکہ مستقبل کے خطرات کے لحاظ سے بھی ضروری پہل ہے۔

◻❖◻

> **آج ھم اس مقام پر ھیں جب کامیابی سے زیاده پھلے اور بعد کا فرق دیکھ سکیں۔ یه فرق تب اور اھم معلوم ھوگا جب ھم اس نظریه سے غور کریں که ھندوستان جیسے جغرافیائی اور نظریاتی فرق والے ملک میں کوئی اتفاق رائے قائم کرپانا آسان نھیں ھے۔ یه بھی که ھندوستان میں پانی ریاست کا ایشو ھے۔**

اقوال زرّیں

☐ انسان کی حقیقت ان چیزوں میں نہیں ہوتی جو وہ ظاہر کرتا ہے، بلکہ ان چیزوں میں ہے، جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتا۔

☐ اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا تو یقیناً تم نے دنیا کا سب سے بڑا فن سیکھ لیا۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA MUMBAI

صدر جمہوریہ کا خطاب

کہتے ہیں کہ پوت کے پاؤں پالنے میں ہی نظر آ جاتے ہیں۔ یعنی بچے کے مستقبل کے آثار شروع میں ہی ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر پوت کے نیک و بد ہونے، خوش اندام، خوش خصال اور خوش بخت یا بدبخت ہونے کی پیش گوئی کی جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح آج ہونے والی صدر جمہوریہ محترمہ دروپدی مرمو کی تقریر میں بھی مودی 3- حکومت کے انداز حکمرانی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ 18 ویں لوک سبھا کی تشکیل کے بعد دونوں ایوانوں سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے نہ صرف مودی حکومت کی کھل کر تعریف کی بلکہ اسے ہندوستان کی تاریخ کی سب سے بہتر حکمرانی قرار دیتے ہوئے ناکامیوں کیلئے اپوزیشن کو ہدف تنقید بھی بنا ڈالا۔ اس دوران خاتون صدر نے مودی حکومت کی افسانوی تعریف کرتے ہوئے ایمرجنسی کا بھی ذکر نکال ڈالا۔ نصف صدی گزرنے کے بعد ایمرجنسی کو یاد کرتے ہوئے صدر دروپدی مرمو نے کہا کہ یہ جمہوریت کیلئے ایک سیاہ دن تھا، جسے ہندوستان کا کوئی بھی فرد بھول نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا کہ آنے والے چند مہینوں میں ہندوستان بطور جمہوریہ 75 سال مکمل کرنے والا ہے۔ ہندوستانی آئین نے گزشتہ دہائیوں میں ہر چیلنج اور امتحان کا مقابلہ کیا ہے۔ ملک میں آئین کے نفاذ کے بعد بھی آئین پر کئی حملے ہو چکے ہیں۔ 25 جون 1975 کو لگائی گئی ایمرجنسی آئین پر سیدھا حملہ تھا، جب اس کا نفاذ ہوا تو پورے ملک میں کھلبلی مچ گئی۔ ہم اپنے آئین کو عوامی شعور کا حصہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ این ای ای ٹی (نیٹ) پیپر لیک پر حکومت کے بجائے اپوزیشن کو مشورہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پیپر لیک ہونے اور امتحان میں بے ضابطگیوں کے معاملے کی اعلیٰ سطحی تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ پارٹی سیاست سے اوپر اٹھنے کی ضرورت ہے۔ سرکاری بھرتیوں اور امتحانات میں پاکیزگی اور شفافیت ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ بھی صدر جمہوریہ نے اور بھی بہت کچھ کہا۔ عہدہ کے وقار کا تقاضا ہے کہ محترمہ دروپدی مرمو کی تقریر کے ہر لفظ کو مقدس جان کر اسے حرز جان بنا لیا جائے لیکن اس کا کیا کیجیے کہ احوال واقعی اس کی اجازت نہیں دیتے۔

صدر کے خطاب میں اپنی حکومت کی تعریف کوئی نئی بات نہیں ہے، اس سے قبل بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے۔ ہر عام انتخابات کے بعد پہلے اجلاس کے آغاز پر جب پہلی بار ایوان زیریں لوک سبھا کا اجلاس ہوتا ہے، صدر جمہوریہ راجیہ سبھا اور لوک سبھا دونوں سے خطاب کرتے ہیں۔ صدر کے خطاب میں بنیادی طور پر حکومت کی پالیسی ترجیحات اور آنے والے سال کے منصوبوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

محترمہ دروپدی مرمو نے بھی یہی کیا، اسے قبول کر لیا جانا چاہیے لیکن اپنی تقریر میں انہوں نے بے سبب اور بے محل ایمرجنسی کا ذکر اور پرچہ لیک معاملے میں اپوزیشن کو ہدف تنقید بنا کر یہ بتا دیا کہ اگلے پانچ برس بھی ایسے ہی گزریں گے۔ کامیابی کا سہرا مودی حکومت کے سر باندھا جائے گا اور ناکامیوں کا سارا نزلہ اپوزیشن پر گرایا جائے گا۔ آج کی ناکامی چھپانے کیلئے ماضی کی غلطیاں کریدی جائیں گی، ملک کے عوام کو موضوع سے بھٹکانے کیلئے تاریخ کے کوڑے دان سے غلاظتیں نکال کر ناقدین کے جامے داغدار کیے جائیں گے اور اس کی آڑ میں مودی حکومت کی غیر علانیہ ایمرجنسی جاری رہے گی۔ اظہار رائے کی آزادی سلب کی جاتی رہے گی، جمہوری اصولوں کو پامال کرتے ہوئے حکمرانی کے آمرانہ تیور سے تمام مخالفین کو زیر کیا جاتا رہے گا۔ شہریوں کے حقوق تلف کیے جاتے رہیں گے۔ اقلیتوں اور دلتوں کے حقوق سلب کیے جاتے رہیں گے۔ مسلم بستیاں اجاڑی جاتی رہیں گی۔ قانون کی حکمرانی کے نام پر حکمرانوں کا اپنا خانہ ساز قانون لاگو کیا جائے گا۔ تفتیشی ایجنسیاں بغیر مقدمہ چلائے لوگوں کو گرفتار کرتی رہیں گی۔ عوام کے منتخب کردہ نمائندے حتیٰ کہ وزرائے اعلیٰ تک کی داد و فریاد کا گلا گھونٹا جاتا رہے گا۔ کھاؤں گا نہ کھانے دوں گا والی سرکار تمام قومی وسائل اور ذرائع اپنے پسندیدہ سرمایہ داروں میں تقسیم کرتی رہے گی اور وہ بغیر ڈکار کے ہضم کرتے رہیں گے۔ انتخابی بانڈز کے نام پر رشوت ستانی کو قانونی جواز فراہم کیا جائے گا۔ فوج کو ٹھیکہ پر لیے گئے نوجوانوں سے چلایا جائے گا۔ سرکاری اداروں میں بھرتیاں بند رہیں گی۔ امتحانات کے پرچے لیک ہوتے رہیں گے۔ بے روزگاری کا ذکر اور اپنے حق کا مطالبہ بغاوت ٹھہرے گا۔ شہریوں کو بھکاری کی طرح 5 کلو اناج دینے کے باوجود یہ کہا جائے گا کہ ہندوستان دنیا کی تیسری سب سے بڑی معیشت بن گیا ہے۔ افراط زر، مہنگائی اور بنیادی مسائل سے توجہ ہٹانے کیلئے مذہب کا استعمال کیا جاتا رہے گا۔

اہل نظر کا یہ شکوہ بجا ہے کہ صدر جمہوریہ دروپدی مرمو کا خطاب مودی 3- حکومت کے جمہور مخالف انداز حکمرانی کی تلخیص ہے۔

edit2sahara@gmail.com

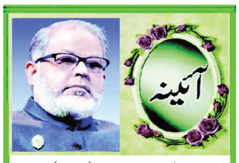

ایک بے شرم نے یہ ہم سے کہا تھا اک دن
میں نے ڈھونڈا ہے بہت جاکے ہر اک سو پانی
ایک چلّو کی تو اب بات ہی رہنے دیجے
ڈوب مرنے کو نہیں آدھا بھی چلّو پانی

ارشد ندیم

LETTERS
مراسلات
مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

'اسے ترقی کہتے ہیں'

مکرمی!

صفحہ کھیل کھلاڑی کی شہ سرخی ''افغانستان سیمی فائنل میں، سچن اور سہواگ کی مبارکباد'' کے ضمن میں عرض ہے کہ ٹی-20 کرکٹ ورلڈ کپ کے آغاز میں 'چھپا رستم' سمجھی جانے والی افغانستانی ٹیم نے راشد خان کے زیر کپتانی شاندار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مضبوط نیوزی لینڈ، کرکٹ پاور ہاؤس آسٹریلیا اور سینئر بنگلہ دیش کو زیر کر کے سیمی فائنل میں جگہ بنا کر تاریخ رقم کر دی جس کا جشن سارے افغانستان میں بڑے دھوم دھام سے منایا جا رہا ہے، جس کا کریڈٹ ہیڈ کوچ جوناتھن ٹروٹ کے علاوہ راشد خان اور نوین الحق کو جاتا ہے جنہوں نے 4-4 وکٹیں چٹکا کر، ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ اس تاریخی کامیابی پر افغانی وزیر خارجہ امیر خان متقی نے کپتان راشد خاں کو بذات خود فون پر مبارکباد پیش کی۔ مزید، لیجنڈری سچن تیندولکر نے لکھا 'افغانستان کا فائنل میں پہنچنا لاجواب ہے، یہ جیت آپ کے عزم اور محنت کا نتیجہ ہے، آپ کی ترقی پر فخر ہے۔' وہیں ویریندر سہواگ نے تحریر کیا: ''کتنی شاندار فتح! نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کو شکست دے کر سیمی فائنل تک رسائی کی۔ اسے ترقی کہتے ہیں۔ مبارک ہو!''

اظہر علی خاں
شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

امن وامان کی تشویشناک صورتحال

مکرمی!

تلنگانہ کے دارالحکومت حیدرآباد میں آئے دن قتل کی وارداتیں پیش آ رہی ہیں اور ریاست کے اضلاع میں فرقہ پرست عناصر شر انگیزی کرتے ہوئے مساجد و مدارس کو نشانہ بنا کر حملوں کے ذریعہ فسادات کروانا چاہتے ہیں جیسا کہ میدک میں بدترین غنڈہ گردی کی گئی تاکہ مسلمان خوفزدہ ہوں اور فرقہ وارانہ سیاست کو فروغ ملے۔ امن وامان کو بگاڑ کر سیاسی مفادات حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں جہاں بھی کانگریس کی حکومت ہوتی ہے، وہاں فسادات ہوتے ہیں، کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ یا تو کانگریس کی حکومت ڈھیلی اور غیر فعال ہوتی ہے یا پھر فرقہ پرست اور شرپسند کانگریس مخالف عناصر حکومت کو بدنام کرنے اور اقتدار سے بے دخل کرنے کی سازش کرتے ہوئے فسادات کروانا چاہتے ہیں۔

بہرحال ایسا لگتا ہے کہ شاید کانگریس حکومت کا لاء اینڈ آرڈر پر مضبوط کنٹرول نہیں ہے جس کی وجہ سے فرقہ پرست سر اٹھا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ماضی میں چندرا بابو نائیڈو کی ایڈمنسٹریشن پر گرفت بہت مضبوط تھی چنانچہ شہر میں صفائی کا انتظام اور امن وامان کی صورتحال کافی بہتر تھی۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی کو چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر پر اپنی گرفت مضبوط کریں اور امن وامان کو نقصان پہنچانے اور ان کی سرپرستی کرنے والے شرپسند عناصر کو آہنی پنجے سے کچل دیں۔ نیز پولیس کو فعال، انصاف پسند اور غیر جانبدار بنائیں تاکہ عوام کے سب ہی طبقات چین سکون، اطمینان اور بھائی چارگی کے ساتھ رہ سکیں۔

ذکریا سلطان - دبئی

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آراء ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے نیو ملینیم پرنٹرس، 14 اے سیتارام مل کمپاؤنڈ بی آر بوریچا مارگ ممبئی 011 400 میں چھپوا کر، سہارا انڈیا پریوار، 98 اٹلانٹا بلڈنگ، 9 ویں منزل، نریمن پوائنٹ ممبئی 400021 سے شائع کیا۔
Published & Printed by Zia Qadree on behalf of sahara India Mass communication and Printed at New Millennium Printers, 14 A Sitaram Mill compund B R Boricha Marg Mumbai 400 011 and Published from Sahara India Pariwar 98, Atlanta Building, 9th Floor, Nariman Point, Mumbai- 400021
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Mohd. Meraj Anwer** * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد معراج انور**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com, editor. saharaurdumedia@sahara.in ■ **Advertesment (National):** ■ 9891773434, 9899452476 , **Email : adsahara@gmail.com**
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں
www.roznamasahara.com
9967654052: شعبہ اشتہارات و سرکولیشن، **022_42931881:** ٹیلی فون نمبر ممبئی آفس
وہاٹس ایپ نمبر: **7304132670**
R.N.I.No.MAHURD/2006/20783 Roznama Rashtriya Sahara (MUMBAI) Regd: UP/BR/GZB-208/2015-17
سال: **17** شمارہ نمبر: **5713**
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار